حقوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
آیات اور روایات کی روشنی میں ایک جائزہ

* پروفیسر ڈاکٹر علی اصغر چشتی

حقوقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سیرت کا ایسا موضوع ہے۔ جس پر متقدمین اور متاخرین علمائے سیرت نے بہت کچھ تحریر کیا ہے۔ اور بہت خوبصورت تحریر کیا ہے .... امام قاضی عیاض رحمہ اللہ کی کتاب ''الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ'' اس مجال میں اساسی اور بنیادی مصدر کی حیثیت رکھتی ہے۔ سیرت کے جملہ مصادر و مراجع میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے حقوق کا تذکرہ مختلف اسالیب کے ساتھ کیا گیا ہے۔

ان حقوق کا بہ نظرِ غائر مطالعہ کرنے کے بعد بڑی سہولت کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ یہ حقوق درحقیقت تعلق مع الرسول کے وہ ارکان وعناصر ہیں جنہیں قرآن کریم نے مختلف مقامات پر مختلف مواقع کی مناسبت سے بیان کیا ہے .... اور جنہیں آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے خود بھی بڑی تفصیل اور تصریح کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے .... یہی وجہ ہے کہ تعلق مع الرسول کے ان عناصر کو انتہاء درجہ کی اہمیت دی گئی ہے۔ ایمان بالرسول کو ایمان باللہ کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے .... اطاعتِ رسول کو محبت الٰہی کا وسیلہ قرار دیا گیا ہے اور احترام رسول کو فرضیت اور وجوب کا درجہ دیا گیا ہے ....

اس مقالہ میں تعلق مع الرسول کے ان عناصر کو آیات اور روایات کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آیات اور روایات کی مختصر تشریح کی گئی ہے اور حقوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق چیدہ چیدہ نکات کی وضاحت کی گئی ہے۔

❶ ایمان بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا پہلا اور بنیادی حق یہ ہے کہ آپ کی ذات بابرکات کو بہ حیثیت نبی اور رسول تسلیم کیا جائے .... زبان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کا اقرار کیا جائے۔ اور دل سے اس کی تصدیق کی جائے .... ایمان کا یہ لزوم ہر پہلو سے عام ہے .... اس کائنات میں رہنے والے ہر جن وانس پر فرض ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی نبوت اور رسالت کو تسلیم کرے اس میں عرب وعجم،

* مدیر مسوؤل معارفِ اسلامی/ ڈین' کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

مشرق ومغرب اور شمال وجنوب میں رہنے والوں کی کوئی تفریق نہیں۔ اساسی طور پر اس تعمیم کی دو (2) وجوہات نظر آتی ہیں۔

(i) ایمان باللہ اور ایمان بالرسول لازم وملزوم ہیں

اللہ جلّ شانہٗ نے کلامِ مجید میں جہاں جہاں اہل ایمان کا تذکرہ فرمایا ہے.................ان کی اوّلین صفت یہ بتائی ہے کہ وہ اللہ کو مانتے ہیں اور اللہ کے رسول کو بھی مانتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ مؤمن ہونے کے لئے محض ایمان باللہ کافی نہیں۔ ایمان بالرسول بھی لازمی اور ضروری ہے.................درج ذیل آیات سے اس مضمون کی وضاحت ہوتی ہے:

الف) اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴾(1)

''ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اُس کے رسول پر، پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے''۔

اس آیت میں مؤمنین کی تعریف: ﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ کے الفاظ کے ساتھ بتائی گئی۔ یہاں ظاہر ہے کہ ((رَسُوْلِهٖ)) سے مراد آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی ذاتِ بابرکات ہے''۔

ب) اور فرمایا:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ﴾(2)

''ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائے ہیں اللہ پر اور اس کے رسول پر اور جب ہوتے ہیں اُس کے ساتھ کسی جمع ہونے کے کام میں تو چلے نہیں جاتے جب تک اُس سے اجازت نہ لے لیں''۔

ج) اور فرمایا:

﴿ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴾(3)

''اور جو کوئی یقین نہ لائے اللہ پر اور اُس کے رسول پر تو ہم نے تیار کر رکھی ہے منکروں کے واسطے دہکتی آگ''۔

د) اور فرمایا:

﴿ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴾(4)

''سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور اُس نور پر جو ہم نے اُتارا اور اللہ کو تمہارے سب کام کی خبر ہے''۔

ہ) سورۃ الحدید میں فرمایا:

﴿اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ ط فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِیْرٌ﴾(5)

''یقین لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور خرچ کرو اُس میں سے جو تمہارے ہاتھ میں دیا ہے اپنا نائب کر کر سو جو لوگ تم میں یقین لائے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اُن کو بڑا ثواب ہے''۔

و) سورۃ النساء میں فرمایا:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا﴾(6)

''اے ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی ہے اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی تھی پہلے اور جو کوئی یقین نہ رکھے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور کتابوں پر اور رسولوں پر اور قیامت کے دن پر وہ بہک کر دُور جا پڑا ہے''۔

مذکورہ بالا تمام آیات میں اس نکتہ کی وضاحت کی گئی ہے کہ ایمان باللہ اور ایمان بالرسول آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔اگر کوئی شخص یہ کہے کہ وہ اللہ کو اپنا ربّ مانتا ہے۔لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول نہیں مانتا۔تو ان آیات کی رُو سے وہ مؤمن کہلانے کا مستحق نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ما مِن الانبیاء نبی اِلَا أعطی ما مثله آمن علیه البشر، واِنما کان الذی أوتیتُه' وحیاً اوحاه اللّٰه اِلیّ، فارجوا اَنْ اکون اکثرهم تابعاً یوم القیامة))(7)

''مجھ سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام تشریف لائے۔ان میں سے ہر ایک نبی کو اس کی اُمت کے حجم کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پیغام دیا گیا .... جہاں تک میرا تعلق ہے،تو مجھے وحی کے ذریعہ اتنا کلام عطا کیا گیا ہے جس کی بناء پر میں اُمید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دِن میرے پیروکار سب سے زیادہ ہوں گے''۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

((والذی نفس محمد بیدہ لا یسمع بی احد من هذه الامّة یهودی، ولا نصرانی ثم یموت، ولم یؤمن بالذی اُرسلت بہٖ اِلّا کان من اصحاب النّار))(8)

''قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ میری بعثت کے بعد جو بھی میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان نہیں لائے گا تو وہ دوزخ میں جائے گا۔ بھلے وہ یہودی ہو یا نصرانی..................

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اُمرت اَن اَقاتل النّاس حَتّی یشهدوا اَنْ لا اِلٰه اِلاّ اللّٰه ، وَیؤمنوابی وَ بِما جئتُ به' فاذا فعلوا ذلک عصموا مِنّی دماء هم وأموالهم اِلاّ بحقها وحسابهم عَلی اللّٰه)) (9)

''مجھے لوگوں کے ساتھ اُس وقت تک لڑنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دے دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے ساتھ میری حیثیت اور میری رسالت کو تسلیم نہ کر لیں۔ ہاں جب وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود مان لیں اور مجھے رسول برحق تسلیم کر لیں تو پھر ہماری طرف سے ان کی جانوں اور مالوں کو حفاظت حاصل ہے...... حقوق کی بات اس کے علاوہ ہے۔ اور ان کا حساب اللہ جلّ شانہٗ کے ذمہ ہے''۔

قاضی عیاض ایمان بالرّسول کے ذیل میں لکھتے ہیں:

((الإیمان به هو: تصدیق نبّوته ورسالة اللّٰه له'۔ وتصدیقه' فی جمیع ما جآء به وما قاله' ومافعله' ـــ تصدیق القلب بذلک' وشهادة اللسان بآنه رسول اللّٰه' فاذا اجتمع التصدیق به بالقلب، والنطق بالشهادة بذلک اللسان، تَم الإیمان به والتصدیق له')) (10)

''آپ علیہ الصلاۃ والسلام پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کی نبوت اور رسالت کی تصدیق کی جائے اور آپ جو شریعت لے کر آئے ہیں۔ اس پوری شریعت کو حق مانا جائے............ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے آپ کے ہر فرمان کو تسلیم کیا جائے اور قلبی تصدیق کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی اقرار کیا جائے۔ جب زبانی اقرار اور تصدیق قلبی دونوں میں مکمل توازن پیدا ہو جائے تو اس کے نتیجہ میں ایمان کی تکمیل ہوتی ہے''۔

(ii) رسول کی رسالت سے انکار اللہ تعالیٰ کی الوہیت سے انکار ہے

اس ضمن میں دوسرا پہلو جو بہت اہمیت کا حامل ہے۔ وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے انکار گویا اللہ تعالیٰ کی الوہیت سے انکار ہے............................اس سلسلہ میں اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا:

الف) ﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ . فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ﴾(11)

''تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا پھر اگر اعراض کریں تو اللہ کو محبت نہیں ہے کافروں سے''۔

سورۃ الانفال میں فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴾(12)

'' اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور اُس کے رسول کا اور اُس سے مت پھرو سن کر''۔

ان آیات میں پوری صراحت کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ جو شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے وہ درحقیقت اللہ جلّ شانہٗ کی نافرمانی کرتا ہے..........دوسری آیت میں: ((ولا تولّوا عنه)) جو کہ بہت زوردار اسلوب اختیار کیا گیا ہے..........اور حقیقت بھی یہ ہے کہ رسول جو شریعت پیش کرتا ہے۔ بلکہ شریعت کی جو تفصیلات اور جزئیات پیش کرتا ہے۔ وہ اپنے نفس اور اپنی خواہش کی بنیاد پر پیش نہیں کرتا۔ بلکہ اللہ جلّ شانہٗ کی ہدایات اور خواہش کے مطابق پیش کرتا ہے۔ رسول کے ہر امر و نہی کو اللہ جلّ شانہٗ کی تائید حاصل ہوتی ہے۔

❷ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے باعث تکلیف قول وفعل کی حرمت

ہر ایسا قول، فعل، حرکت اور سکنت جس سے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات بابرکات کو تکلیف پہنچ سکتی ہو۔ حرام ہے اور ایسے قول وفعل کا ارتکاب کرنے والا جمہور علماء کے نزدیک مجرم ہے..................اس ضمن میں اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴾(13)

''جو لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اور اُس کے رسول کو اُن کو پھٹکارا اللہ نے دُنیا میں اور آخرت میں اور تیار رکھا ہے اس کے واسطے ذلت کا عذاب''۔

امام قرطبی اس آیت کی ذیل میں لکھتے ہیں:

((اما اذية رسول الله صلى الله عليه وسلم فهى كل ما يؤذ به من الأقوال أو من الأفعال))(14)

جہاں تک اذیت کے مفہوم کا تعلق ہے تو اس میں وہ تمام اقوال اور افعال آتے ہیں جو آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے باعث تکلیف ہو سکتے ہوں۔ آپ رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

((وعلى هذا فالاية مطلقة فى كل من يتعرض ولا يذاء النبى صلى الله عليه وسلم بلا فرق فى هذا بين المسلم والكافر' وسواء بالتعرض أو التصريح، فكل من تعرّض لرسول الله صلى الله عليه وسلم بما فيه استهانة فهو كالسّب الصريح ، فإن الإستهانةبالنبىّ كفر' وكذلك انتقاص قدره مبيح للدم' ولا فرق فى ذلك بين ان يقصد عيبه او لا يقصد شيئا من ذلك بل يهزل و يمزح او يفعل غير ذلك فكل ذلك محرم))(15)

اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ آیت مطلق ہے اور اس کے اطلاق کی وجہ سے اس کے دائرہ میں مسلم بھی آتا ہے اور غیر مسلم بھی۔ وہ شخص بھی آتا ہے جو کنایہ سے کام لیتا ہے اور وہ بھی آتا ہے جو صراحۃً ایسے قول وفعل کا ارتکاب کرتا ہے .... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے متعلق توہین آمیز قول وفعل کا ارتکاب ہر حالت میں جرم ہے۔ جو شخص کنایۃً یہ جرم کرتا ہے حکم کے اعتبار سے وہ بالکل اُس شخص کی طرح ہے جو صراحۃً اس جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی توہین کرنا کفر ہے۔ اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے احترام اور مقام کی تنقیص کرنے والے کا خون مباح ہو جاتا ہے............... علماء اُمت کے نزدیک اگر کوئی شخص طنز و مزاح کے پیرائے میں بھی کوئی ایسی بات کر جائے جس سے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین کا پہلو نکلتا ہو تو ایسا شخص مجرم ہے۔

آیت کا سبب نزول

مذکورہ بالا آیت کے سبب نزول کے بارے میں امام ابن کثیر اور امام بیضاوی نے سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہٗ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت صفیہ بنت حیی کو اپنے رشتہ ازدواج میں منسلک فرمایا تو مخالفین نے اس رشتہ کو اُچھالنا شروع کیا اور طرح طرح کی ایسی باتیں کہنی شروع کیں۔ جس سے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو ذہنی کوفت اور تکلیف ہوتی رہی۔ اس موقع پر اللہ جلّ شانہٗ نے تنبیہ فرمائی اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو ایذاء دینے والوں کو قابل لعنت قرار دیا۔(16)

امام ابن جریر طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہٗ ہی کے حوالہ سے اس آیت کا سبب نزول نقل کیا ہے اور بتایا ہے کہ جب عبداللہ بن اُبَیّ اور ان کے رفقاء نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کیا تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو ان کے پروپیگنڈہ سے بہت تکلیف پہنچی۔ اس موقع پر آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا:

((من یعذرنی فی رجل یؤذینی و یجمع فی بیتہ من یؤذینی))

''اُس شخص کے مقابلہ میں میرا ساتھ دینے والا کون ہے جو مجھے مسلسل ایذا دے رہا ہے۔ وہ اکیلا نہیں ہے بلکہ اُس نے اپنے گھر میں ایسے لوگوں کو جمع کر رکھا ہے جو مجھے ایذا دے رہے ہیں''۔

اس موقع پر اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّلَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ﴾(17)

امام ابن جریج اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

((آذوا اللّٰہ فیما یدعون ' وآذوا رسول اللّٰہ قالوا: انہ ساحر مجنون))(18)

''ان لوگوں نے اللہ جلّ شانہٗ کے ساتھ غیر اللہ کی پرستش کر کے اللہ جلّ شانہٗ کو تکلیف دی اور رسول اللہ کو ساحر اور مجنون کے القاب دے کر رسول اللہ کو اذیت پہنچائی''۔

اس سلسلے میں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ نے ایذاءِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رحمت سے محرومی کا سبب قرار دیا ہے۔جس رحمت کے ساتھ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو مبعوث فرمایا گیا ہے.................اور ایذاءِ رسول کے عمل کو دُنیا اور آخرت میں موجبِ عذاب ٹھہرایا ہے۔

آپ علیہ الصلاۃ والسلام محض کسی خاص قوم اور اُمت کے لئے رحمت نہیں بلکہ تمام جن و انس اور ساری مخلوق خدا کے لئے رحمت ہیں.................اللہ جلّ شانہ کا ارشاد ہے:

((وما ارسلنٰک اِلاّ رحمۃً للعالمین))''ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے

حافظ ابن کثیر اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

((بیّن اللّٰہ تعالیٰ أنہ جعل محّمداً رحمۃ للعالمین اجمعین الإنس والجنّ : ای: ارسلہ رحمۃ لھم کلھم ، فمن قبل ھذہ الرحمۃ و شکر ھذہ النعمۃ سعد فی الدنیا وَالْاٰخرۃ ' ومن ردّھا وجحدھا خسر الدنیا والاخرۃ)) (19)

اس آیت میں اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت رحمۃ للعالمین کی ہے..........آپ انس و جن سب کے لئے رحمت ہیں..............اب جن و انس میں سے جس نے اس رحمت کو خوشی خوشی قبول کر لیا اور اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا کیا تو ایسا شخص دُنیا میں بھی کامیاب رہے گا اور آخرت میں بھی سرخرو رہے گا۔اس

کے برعکس جس شخص نے اس رحمت کو ٹھکرا دیا اور اس نعمت سے غافل رہا تو وہ دُنیا میں بھی بھٹکتا پھرے گا اور آخرت میں بھی سرگرداں رہے گا............ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَا لَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴾ (20)

''تو نے نہ دیکھا ان کو جنہوں نے بدلہ لیا اللہ کے احسان کا ناشکری اور اُتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں جو دوزخ ہے داخل ہوں گے اس میں اور وہ بُرا ٹھکانا ہے''۔

مقصد یہ ہے کہ جو لوگ دُنیا میں رہتے ہوئے اپنے پروردگار کی نعمتوں کو ٹھکراتے ہیں اور بجائے شکر ادا کرنے کے کفر کرتے ہیں ایسے لوگ خود عذاب کی کھائی میں اُترتے ہیں۔ ان کے لئے دُنیا میں بھی ناکامی ہے۔ اور آخرت میں بھی یہ نامراد رہیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی حیثیت کے اس پہلو کو کئی مواقع پر نمایاں فرمایا ....

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک موقع پر آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ((یا رسول اللّٰه ! ادع علی المشر کین ....اللہ کے رسول! مشرکین کے لئے بددُعا کیجئے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

((انی لم ابعث لعاناً وانما بعثت رحمة))

''میری بعثت اس لئے نہیں کہ میں لوگوں پر لعنت بھیجوں۔ مجھے تو سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے''(21)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا:

((انما انا رحمة مهداة))(22) ''میں سراپا اور کھلم کھلا رحمت ہوں''۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

((انَّ اللّٰه بعثنی رحمة وهدًى لّلعالمين' وامرني ان امحق المز امير والكفارات يعني: البرابط والمعازف والأوتان التي كانت تعبد في الجاهلية))

''مجھے میرے ربّ نے تمام جہانوں کے لئے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ مجھے گانے بجانے کے آلات اور بتوں کو توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہے..................مقصد یہ ہے کہ دُنیا کے وہ وسائل اور اشیاء جو انسان کو اپنے ربّ سے غافل رکھتی ہیں ....اور وہ اشیاء جنہیں اللہ جلّ شانہ کے مقابلہ میں انسان اپناتا ہے.............ان سب کا مٹانا اور انسان کو اپنے ربّ کے ساتھ جوڑنا میرا مشن اور بنیادی فریضہ ہے''۔(23)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے:

((وما ارسلناک الا رحمة للعالمین)) کے ضمن میں کہا: (من آمن باللّٰہ والیوم الآخر کتب له الرحمة فی الدنیا والاخرة ،ومن لم یؤمن باللّٰہ ورسوله عوفی مما اصاب الأمم من : الخسف والقذف ''(24)۔

جس شخص نے اللہ جلّ شانہٗ کو اپنا ربّ مانتے ہوئے اور آخرت کو حق سمجھتے ہوئے اس دنیا میں زندگی بسر کی تو ایسے شخص کو دُنیا میں رحمت سے نوازا جاتا ہے اور آخرت میں بھی اُسے رحمت عطا کی جائے گی۔اس کے برعکس جس شخص نے نہ اللہ تعالیٰ کو اپنا ربّ مانا اور نہ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول تسلیم کیا تو ایسے شخص کو دُنیا اور آخرت کی کامیابی تو نہیں ملے گی ۔لیکن محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی وجہ سے گذشتہ اقوام کو جس قسم کے عذاب دیئے گئے ان جیسے عذابوں سے محفوظ رہے گا۔

تعلق مع الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب وترکیب کے اساسی عناصر جنہیں بالفاظ دیگر حقوق النبی کہا جاتا ہے بہت سارے جوانب پر مشتمل ہیں۔ یہاں اختصار کے ساتھ اہم حقوق کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

① اطاعت رسول

اُمت مسلمہ کے افراد پر آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا پہلا حق یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم ، ہدایت اور ارشاد کے سامنے سر تسلیم خم رکھیں .... یہ معاملہ محض زبان کی حد تک نہیں ہونا چاہیے بلکہ زندگی کے تمام معمولات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کو نافذ کرنا چاہیے۔اس ضمن میں ارشادِ خداوندی ہے:

﴿ وَاَطِيْعُوااللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (25)

''اور حکم مانو اللہ کا اور رسول کا تا کہ تم پر رحم ہو''۔

امام طبری رحمہ اللہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

((اطیعوا اللّٰہ فی کل ما امرکم به ونهاکم عنه، ، واطیعوا الرَّسول الذی ارسله، إلیکم رَبّکم لهد ایتکم وسعادتکم، لعلکم بهذه الطاعة تکونون فی رحمة من اللّٰہ آو لترحموا فلا تعذبوا)) (26)

اللہ جلّ شانہٗ نے جتنے بھی احکام دیئے ہیں۔ ہر ایک حکم پر عمل کرو................خواہ اس کا تعلق امر سے ہو یا نہی سے ہو............اس کے ساتھ ساتھ اس رسول کی اطاعت کرو جسے تمہارے ربّ نے تمہاری ہدایت اور سعادت کی خاطر مبعوث فرمایا ہے .... جب تم اس رسول کی اطاعت کرو گے تو تمہیں رحمت سے نوازا جائے گا۔اور تم عذاب سے محفوظ رہو گے۔

سورۃ النساء میں اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا﴾(27)

''جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا اور جو الٹا پھرا تو ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا ان پر نگہبان''۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

((من اطاعنی فقد اطاع اللّٰہ ، و من عصانی فقد عصی اللّٰہ))(28)

''جس نے میری اطاعت کی اُس نے (اللہ کی اطاعت کی۔ جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی''۔

یہاں آپ علیہ السلام نے اپنی اطاعت کو اللہ جلّ شانہٗ کی اطاعت اس لئے قرار دیا کہ آپ نے جو بھی احکام دیئے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں دیئے بلکہ اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے دیئے ہیں۔ رسول' اللہ جلّ شانہٗ اور انسانوں کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ وہ اللہ کے بندوں کو جو پیغام دیتا ہے۔ وہ اس کا ذاتی نہیں ہوتا بلکہ اللہ کا ہوتا ہے..............رسول تو ایک قابل اعتماد واسطہ کی حیثیت سے اُسے منتقل کرتا ہے..............

② محبت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا حق یہ ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ محبت کی جائے..........
اُمتِ مسلمہ کے ہر فرد کے لئے لازمی اور ضروری ہے کہ وہ محبت رسول سے سرشار ہو.............. یہ محبت معمولی درجہ میں مطلوب نہیں۔ بلکہ بہت اعلیٰ درجہ کی محبت مطلوب ہے.................. اتنی محبت ہونی چاہیے کہ والدین، اولاد، عزیز و اقارب بلکہ اپنی ذات سے بھی زیادہ رسول اللہ کی ذات بابرکات کو اہمیت دی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی تکمیل کے لئے اپنی محبت کو لازمی قرار دیا ہے۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا:

((لا یؤمن احدکم حتی اکون احب إلیہ من والدہ وولدہ والنّاس اجمعین)) (29)

''تم میں سے کسی شخص کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک وہ میرے ساتھ اپنے والد' اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت کرنے والا نہ ہو''۔

اس سلسلے میں اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِيْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ

اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ. وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴾(30)

''تو کہہ دے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے اور اُس کے رسول سے اور لڑنے سے اس کی راہ میں تو انتظار کرو یہاں تک کہ بھیجے اللہ اپنا حکم اور اللہ رستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو''۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

((ثلاث من كن فيه وجد حلاوة الإيمان ، اَن يكون الله ورسوله ، احب إليه مِمّا سواهما ، و ان يحب المرء لا يحبّه الا لله' وان يكره ان يعود فى الكفر كما يكره ان يقذف فى النّار))(31)

مندرجہ ذیل تین صفات جس شخص میں پائی جائیں اُسے ایمان کی حلاوت باقاعدہ محسوس ہوتی ہے۔

(i) اُسے اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ اتنی زیادہ محبت ہو کہ اتنی محبت اور کسی کے ساتھ نہ ہو۔

(ii) اُسے اللہ کے بندوں کے ساتھ محبت محض اللہ کی رضا کے لئے ہو۔

(iii) اُسے کفر سے ایسی نفرت ہو۔ جس طرح دوزخ سے نفرت کی جات ہے۔

اس حدیث میں حلاوتِ ایمان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ حلاوتِ ایمان کی اصطلاح دراصل اس کیفیت اور صلاحیت کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ جس کے وجود سے اہل ایمان اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت میں ذرہ بھر دقت محسوس نہیں کرتے۔ بلکہ قلبی اطمینان اور انبساط محسوس کرتے ہیں۔ اعمالِ صالحہ کے اہتمام کے نتیجہ میں جو مسرت اور بسط کی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ وہ دراصل حلاوتِ ایمان ہے۔

زہرہ بن معبد اپنے دادا عبداللہ ابن ہشام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے کہا:

((كُنا مع النبيّ صلى الله عليه وسلم وهو آخذ بيد عمر بن الخطاب فقال لَه' عمر: يا رسول الله لَانت اَحبّ اِلَيّ من كُلّ شئ اِلاّ من نفسي............ فقال النبيّ صلى الله عليه وسلم : لا والذى نفسى بيده حتى اكون احبّ اليک من نفسک .... فقال له عمر : فانه الأن والله لَأنت احبّ اِلَيّ من نفسي........... فقال النبيّ صلى الله عليه وسلم: اَلاٰن ياعمر............(32)

''ہم ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں چل رہے تھے۔ آپ علیہ الصلاۃ و السلام کے دستِ مبارک میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھا۔ چلتے چلتے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مجھے اپنی ذات کے علاوہ باقی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں.......... یہ سن کر آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: عمر! ایسا نہیں.......... اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جب تک آپ اپنی ذات سے بھی زیادہ مجھ سے محبت نہیں کریں گے تب تک تعلق کامل نہیں ہو سکے گا.......................... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کی قسم! اب مجھے اپنی ذات سے بھی زیادہ آپ کے ساتھ محبت ہے...................آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں عمر! اب ٹھیک ہے''۔

اتباعِ رسول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق میں سے ایک بنیادی حق یہ ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا اتباع کیا جائے .... اتباع کا مفہوم یہ ہے کہ زندگی کے معاملات و معمولات میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے معاملات و معمولات کی اپنی گنجائش کے مطابق پیروی کی جائے .... اور کوشش کی جائے کہ زندگی کا ہر لمحہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے بسر ہو۔ اس ضمن میں اللہ جلَّ شانہٗ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ. وَاللّٰهُ غَفُوْرٌرَّحِيْمٌ﴾ (33)

''تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو تا کہ محبت کرے تم سے اللہ اور بخشے گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

یہاں اللہ جل شانہٗ نے اپنی محبت کا دارومدار اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھا ہے اور فرمایا کہ جو لوگ اللہ جلَّ شانہٗ کی محبت اللہ جلَّ شانہ کا قرب اور اللہ جلَّ شانہٗ کی عنایات کے طالب ہیں۔ انہیں چاہیے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریں۔ رسول کے اتباع کے نتیجہ میں اللہ جلَّ شانہٗ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ اور اس خوشنودی کا ثمرہ اللہ جلَّ شانہٗ کی محبت کی شکل اختیار کرتا ہے۔

فضیلت و اہمیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جلَّ شانہٗ کی تمام مخلوق سے زیادہ

فضیلت واہمیت دی جائے .... یہ فضیلت واہمیت جس قلب میں جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی اس قلب کا تعلق اللہ کے رسول سے زیادہ ہوگا۔آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی ذات بابرکات کے بارے میں فرمایا:

((أنا سید ولد آدم ولا فخر))(34)

''میں آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں۔ یہ حقیقت ہے اس میں فخر والی کوئی بات نہیں''

ادب اور حسن سلوک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کا ادب کیا جائے۔ادب کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علی وسلم سے متعلق ہر چیز کا ادب کیا جائے۔آپ کا نام مبارک ادب سے لیا جائے۔ آپ کی حیات مبارکہ جہاں جہاں گذری ہے۔اُس ہر ہر مقام کا ادب کیا جائے۔آپ کے ساتھ جن جن حضرات کا تعلق رہا۔ ہر ایک کا ادب کیا جائے .... آپ کا ذکر مبارک پورے احترام اور انہماک کے ساتھ کیا جائے۔اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ. يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾(35)

''اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر اے ایمان والو رحمت بھیجو اُس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر''۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا کہ اللہ جلّ شانہ خود اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عنایات فرماتا ہے اور اللہ کے فرشتے آپ علیہ الصلاۃ والسلام پر صلاۃ بھیجتے ہیں .... اس لئے اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ بھی بکثرت آپ علیہ الصلاۃ والسلام پر صلاۃ بھیجیں .... پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کریں .... اور صلاۃ وسلام کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنا تعلق بڑھائیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جن صحابہ کا تعلق رہا اور جن پر آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اعتماد فرمایا۔اور اُن کی تربیت فرمائی۔اُن کا احترام بھی ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمرہ میں آتا ہے۔آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

((اللّٰه اللّٰه فی اصحابی ' لا تتخذ وهم غرضا من بعدی،فمن احبّهم فَبِحُبىّ احبهم ، ومن ابغضهم فببغضى ابغضهم، ومن اَذاهم فقد آذانی، وَمن آذانی فقد اَذی اللّٰه، ومن اَذی اللّٰه یوشک ان یأخذه)) (36)

''آگاہ رہو کہ میرے صحابہ' میرے صحابہ ہیں۔ میرے بعد ان کے بارے میں کوئی

(iv) ﴿اِنَّ الَّذِيۡنَ يُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرَاتِ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ﴾ (39)

''جولوگ پکارتے ہیں تجھ کو دیوار کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے''۔

(v) ﴿وَلَوۡ اَنَّهُمۡ صَبَرُوۡا حَتّٰى تَخۡرُجَ اِلَيۡهِمۡ لَكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ﴾(40)

''اور اگر وہ صبر کرتے جب تک تو نکلتا اُن کی طرف تو اُن کے حق میں بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا حد درجہ احترام کرتے تھے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((ما كان احد اَحبّ اِلَيّ مِن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا اَجلّ في عيني مِنه' وَما كنت اطيق اَنْ اَملأ عيني مِنه اجلالاً لَه' وَلو سئلت اَنْ اصفه' ما اطقتُ' لاَ في لم اكن اَملأ عيني منه' ....) (41)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہیں رہا۔ میری آنکھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ صاحب احترام شخصیت کوئی نہیں دیکھی .... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کی وجہ سے میں کبھی آپ کو ٹکٹکی باندھ کر نہیں دیکھ سکا۔ اگر مجھ سے کوئی آپ کی شخصیت کے بارے میں پوچھے تو میں کما حقہ جواب نہیں دے سکوں گا۔ اس لئے کہ میں نے آنکھیں بھر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی نہیں دیکھا۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((كان يخرج على اصحابه من المهاجرين والأنصار وهم جلوس' فيهم ابوبكر و عمر ' فلا يرفع أحد منهم إليه صره الاّ ابوبكر و عمر' فانهما كانا ينظران إليه و ينظر إليهما ' ويبتسمان إليه ويبتسم إليهما))

''آپ علیہ الصلاۃ والسلام مہاجرین و انصار کی مجلس میں تشریف لاتے تو تمام صحابہ سر جھکائے بیٹھے رہتے تھے۔ مجلس میں صرف ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف التفات فرماتے تھے .... یہی دو حضرات حسب موقع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک سن کر مسکراتے تھے اور آپ ان کی مسکراہٹ کے جواب میں مسکراتے تھے''۔

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قریش کو مخاطب کر کے فرمایا:

((یا معشر قریش!انی جئت کسری فی ملکه، وقیصر فی ملکه، والنجاشی فی مُلکه، وإنی واللّٰه ما رأیت ملکاً فی قوم قط مثل مُحَمَد فی اصحابه))(43)

''میں نے کسریٰ کو حالتِ اقتدار میں دیکھا ہے۔ قیصر اور نجاشی کو بھی ان کے دربار میں دیکھا ہے۔ لیکن اللہ کی قسم! جو مقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے صحابہ کے ہاں حاصل ہے۔ یہ مقام واحترام میں نے کہیں نہیں دیکھا''۔

ایک طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا رویہ تھا کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی مجلس میں سر اٹھانے اور گفتگو کرنے تک سے اجتناب کرتے تھے انہیں اس بات کا خدشہ رہتا تھا کہ مبادا کوئی ایسا لفظ منہ سے نہ نکل جائے جس کا استعمال آپ کی موجودگی میں نامناسب ہو.............. دوسری طرف آج ہمارا رویہ ہے کہ ہم پوری بے باکی کے ساتھ اپنے من کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں .... ہمیں نہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات بابرکات کی پرواہ ہے۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات، ہدایات اور ارشادات کی پرواہ ہے۔ ہمیں جب موقع ملتا ہے تو رسم ورواج کے طور پر زبانی کلامی آپ کی تعریف وتوصیف میں آسمان وزمین کے قلابے ملاتے ہیں۔ ہم اپنے تئیں یہ سمجھتے ہیں کہ محض زبان سے تعریف وتوصیف کر کے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کر لیں گے.............. یہ ایک ایسی غلط فہمی ہے۔ جس میں آج اُمتِ مسلمہ کی اکثریت مبتلا ہے..............................

محض زبانی تعریف وتوصیف سے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ حقیقی تعلق قائم نہیں ہوسکتا۔ اس تعلق کے قیام وبقاء کے لئے ضروری ہے .... کہ ہم اس تعلق کے بنیادی ارکان وعناصر کو پہلے سیکھیں۔ اور پھر ان تمام عناصر کو اپنی زندگی کا جزو بنائیں .... ہمارے جذبات ایمان بالرسول کے زیور سے آراستہ ہونے چاہیں۔ ہمارے اعمال وافعال میں اطاعت اور اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نظر آنا چاہیے۔ ہمارے قلوب واذہان محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے منور ہونے چاہیں.............. تب جا کر ہم یہ کہہ سکیں گے کہ ہمارا تعلق اللہ کے رسول کے ساتھ ہے اور اللہ کے رسول کا تعلق ہمارے ساتھ ہے..............................

حواشی وحوالہ جات

(1) سورۃ الحجرات:10

(2) سورۃ النور:62

(3) سورۃ الفتح:13

(4) سورۃ التغابن:8

(5) سورۃ الاحدید:7

(6) سورۃ النساء:134

(7) اخرجه البخاری: کتاب فضائل القرآن. باب: "کیف نزل الوحی واَوّل ما نزل

(8) اخرجه مسلم ، کتاب الإیمان . باب: وجوب الإیمان برسالة نبیّنا محمّد إلی جمیع الناس وَنسخ الملل بِمَلّته

(9) اخرجه البخاری ، کتاب الایمان باب: فان تابوا واقاموا الصلاة وآتوا الزکاة فخلّوا سبیلهم)

(10) الشفا للقاضی عیاض: ص2-3

(11) سورۃ آل عمران:32

(12) سورۃ الانفال:20

(13) سورۃ الاحزاب:57

(14) ج:۱۴۔ص:24

(15) ج:۱۴۔ص:25

(16) تفسیر ابن کثیر، ج3،ص68،تفسیر بیضاوی ج1،ص383

(17) سورۃ الاحزاب:57

(18) الدُرر المنثور: ج6،ج657

(19) تفسیر ابن کثیر ج3،ص270

(20) سورۃ ابراہیم:29-28

(21) رواه مسلم . کتاب البر والصلة، والاداب ، باب النهی عن لعن الدواب

(22) مستدرک امام حاکم۔ کتاب الایمان ج1،ص91

(23) مسند امام احمد بن حنبل۔ مسند باقی الانصار۔ ج:5،ص:257

(24) تفسیر ابن کثیر، ج:3،ص:270

(25) سورۃ آل عمران:132

(26) تفسیر الطبری ج:7،ص:206

(27) سورۃ النساء:

(28) رواۃ البخاری کتاب الجهاد والسیر. باب یقاتل من وراءء الإمام ویتقی به

(29) رواہ البخاری۔ کتاب الإیمان باب : حبّ الرسول من الإیمان

(30) سورۃ التوبہ:24

(31) رواہ البخاری۔ کتاب الایمان۔ باب: حلاوۃ الایمان

(32) رواہ البخاری . کتاب الایمان والنذور. باب: کیف کانت بمین النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم

(33) سورۃ آل عمران:31

(34) رواہ مسلم کتاب الفضائل)باب : تفضیل بنینا صلی الله علیه وسلم الخلائق

(35) سورۃ الاحزاب:56

(36) رواۃ الترمذی، کتاب المناقب، ج:۵،ص:696

(37) سورۃ الحجرات:1

(38) سورۃ الحجرات:2

(39) سورۃ الحجرات:3

(40) سورۃ الحجرات:4-5

(41) رواہ مسلم . کتاب الایمان، باب : کون الإسلام یهدم ما قبله وکذا الهجرة والصحیح

(42) رواۃ الترمذی۔ کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہا

(43) رواہ البخاری . کتاب الشروط. باب : الشروط فی الجهاد والمصالحة مع اهل الحرب وکتابة الشروط.